سُوْرَۃُ التَّحْرِیْمِ

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورۂ تحریم مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی بارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ
اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ
اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ
مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ
مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچھ جانتا حکمت والا اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے
حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ
ایک بات پھر جب اس نے خبر کر دی اسکی اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے اس میں سے کچھ اور ٹلا دی
عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ
کچھ پھر جب وہ جتلائی عورت کو بولی تجھ کو کس نے بتلا دی یہ کہا مجھ کو بتایا
الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ
اس خبر والے واقف نے اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے اور
اِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ
اگر تم دونوں چڑھائی کرو گی اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق اور جبرئیل اور نیک بخت ایمان والے
وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ
اور فرشتے اسکے پیچھے مددگار ہیں اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو ابھی اسکا رب بدلے میں دیدے

۳۲

اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ
اس کو عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں توبہ کرنیوالیاں بندگی بجالانے
سٰۗىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤
والیاں روزہ رکھنے والیاں بیاہیاں اور کنواریاں

خلاصۂ تفسیر

اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ (قسم کھا کر) اس کو (اپنے اوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں (پھر وہ بھی) اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (یعنی گو کسی مباح کا ترک کر دینا جائز ہے اور اس ترک کا مؤکد بالقسم کرنا بھی کسی مصلحت سے جائز ہے لیکن تاہم خلافِ اولیٰ ہے خصوصاً جبکہ اسکا داعی بھی ضعیف ہو۔ یعنی بیبیوں کی رضاجوئی ایسے امر میں جس میں ان کا راضی کرنا ضروری نہ تھا) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (کہ گناہ تک کو معاف کر دیتا ہے اور آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا اسلئے یہ عتاب نہیں بلکہ شفقۃً و رافۃً آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک جائز نفع کو ترک کر کے کیوں تکلیف اُٹھائی اور چونکہ آپ نے قسم کھائی تھی اسلئے عام خطاب سے قسم کا کفارہ دینے کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا (یعنی قسم توڑنے کے بعد اسکے کفارہ کا طریقہ) مقرر فرما دیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (اسلئے وہ اپنے علم و حکمت سے تمہاری مصلحتوں اور ضرورتوں کو جان کر تمہاری بہت سی دشواریوں کو آسان کر دینے کے طریقے مقرر فرما دیتا ہے چنانچہ کفارہ کے ذریعہ قسم کی پابندی کی کلفت کا علاج کر دیا) اور (آگے بیبیوں کو سناتے ہیں کہ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی کسی بی بی سے چپکے سے ایک بات فرمائی (وہ بات یہی تھی کہ میں پھر شہد نہ پیوں گا مگر کسی سے کہنا نہیں) پھر جب اس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو) بتلا دی اور پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے (بذریعہ وحی) اس کی خبر کر دی تو پیغمبر نے (اس ظاہر کر دینے والی بی بی کو) تھوڑی سی بات تو جتلا دی (کہ تو نے ہماری یہ بات دوسری سے کہدی) اور تھوڑی بات کو ٹال گئے (یعنی آپ کا کرم اس غایت تک ہے کہ اپنے حکم کے خلاف کرنے پر جو بی بی کی شکایت کرنے بیٹھے تو شکایت کے وقت بھی اس کہی ہوئی بات کے پورے اجزاء کا اعادہ نہیں فرمایا کہ تو نے میری یہ بات کہدی اور یہ بھی کہدی بلکہ کچھ اجزاء کا ذکر کیا اور کچھ اجزاء کا نہیں کیا تاکہ جو بی بی مخاطب ہے اسکو گمان ہو کہ ان کو اتنی ہی بات کہنے کی خبر ہوئی ہے زائد کی نہیں ہوئی تو شرمندگی کم ہو وھذا اسھل الاقوال فی تفسیر ھذین البعضین) سو جب پیغمبر نے اس بی بی کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو اس کی کس نے خبر کر دی، آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑے جاننے والے بڑے خبر رکھنے والے (یعنی خدا) نے خبر کر دی

(یہ بیبیوں کو شاید اس لئے سُنایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پورے راز پر مطلع ہونا سنکر آپکے کریمانہ معاملے سے اپنی کارروائی پر زیادہ شرمندہ ہوں اور توبہ کریں چنانچہ آگے خود بیبیوں کو توبہ وغیرہ کا خطاب ہے کہ) اے (پیغمبر کی) دونوں بیبیو اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لو تو (بہتر ہے کیونکہ مقتضیٔ توبہ کا موجود ہے وہ یہ کہ) تمھارے دل (اس طرف) مائل ہو رہے ہیں (کہ دوسری بیبیوں سے ہٹا کر آپ کو اپنا ہی بنالیں اور گو یہ امر باعتبار اسکے کہ اصل مقتضی اسکا حُبِّ رسُول ہے قبیح نہیں ہے لیکن چونکہ اسمیں دوسروں کے حقوق کا اتلاف اور دل شکنی لازم آتی ہے اور مستلزم قبیح قبیح ہوتا ہے اس اعتبار سے قبیح و موجبِ توبہ ہے) اور اگر (اسی طرح) پیغمبر کے مقابلے میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو (یاد رکھو کہ) پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور اُن کے علاوہ فرشتے (آپ کے) مددگار ہیں (مطلب یہ کہ تمھاری ان سازشوں سے آپ کا کوئی ضرر نہیں ہے بلکہ تمھارا ہی ضرر ہے کیونکہ جس شخص کے حامی ایسے ہوں اسکے خلاف مزاج کارروائیاں کرنے کا انجام ظاہر ہے کہ بُرا ہی بُرا ہے اور چونکہ بعضے اسباب نزول ہیں حضرت عائشہ و حفصہ کے علاوہ اور بیبیاں بھی شریک تھیں جیسے حضرت سودہ و صفیہ، اسلئے آگے صیغہ جمع سے خطاب فرماتے ہیں کہ تم یہ وسوسہ دل میں نہ لانا کہ آخر تو مرد کو بیبیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم سے بہتر عورتیں کہاں ہیں اس لئے چارو ناچار ہماری سب باتیں سہی جاویں گی سو یہ سمجھ لو کہ) اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمھارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں دیدیگا جو اسلام والیاں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں ہونگی کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں (بعض مصالح سے بیوہ بھی مرغوب ہوتی ہے جیسے تجربہ سلیقہ ہم عمری وغیرہ اس لئے اس کو بھی اوصاف رغبت میں شمار فرمایا)

معارف و مسائل

آیاتِ تحریم کا واقعہ نزول صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عائشہ رض وغیرہ سے منقول ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول شریف تھا کہ عصر کے بعد کھڑے کھڑے سب بیبیوں کے پاس (خبر گیری کے لئے) تشریف لاتے تھے۔ ایک روز حضرت زینب رض کے پاس معمول سے زیادہ ٹھیرے اور شہد پیا تو مجھ کو رشک آیا اور میں نے حفصہؓ سے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لادیں وہ یوں کہے کہ آپنے مغافیر نوش فرمایا ہے۔ مغافیر ایک خاص قسم کا گوند ہے جسمیں کچھ بدبو ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپنے فرمایا کہ میں نے تو شہد پیا ہے۔ ان بی بی نے کہا کہ شاید کوئی مکھی مغافیر کے درخت پر بیٹھی ہو اور اس کا رس چُوسا ہو (اسی وجہ سے شہد میں بھی بدبو آنے لگی) رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بدبو کی چیزوں سے بہت پرہیز فرماتے تھے اسلئے آپنے قسم کھالی کہ پھر میں شہد نہ پیوں گا اور اس خیال سے کہ حضرت زینب کا جی

بُرا نہ ہو اس کے اخفار کی تاکید فرمائی مگر ان بی بی نے دوسری سے کہدیا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حفصہ شہد پلانے والی ہیں اور حضرت عائشہ و سودہ و صفیہ صلاح مشورہ کرنے والی اور بعض روایات میں یہ قصہ دوسری طرح بھی آیا ہے۔ ممکن ہے کہ کئی واقعے ہوں اور ان سب کے بعد یہ آیتیں نازل ہوئی ہوں (از بیان القرآن)

خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ اس واقعہ میں جو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حلال چیز یعنی شہد کو بذریعہ قسم اپنے اوپر حرام کرلیا تھا یہ فعل جبکہ کسی ضرورت و مصلحت سے ہو تو جائز ہے گناہ نہیں۔ مگر اس واقعہ میں ضرورت ایسی نہ تھی کہ اسکی وجہ سے آپؐ خود کوئی تکلیف اُٹھاویں اور ایک حلال چیز کو چھوڑ دیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام ازواج مطہرات کو راضی کرنے کیلئے کیا تھا، اور ایسے معاملے میں ان کا راضی کرنا آپکے ذمہ لازم تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے از رُوئے شفقت و عنایت فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اس آیت میں بھی قرآن کریم کے عام اسلوب کیمطابق رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپکا نام لیکر خطاب نہیں کیا بلکہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ کے لقب سے خطاب فرمایا جو آپ کا خصوصی اعزاز و اکرام ہے اور پھر فرمایا کہ اپنی ازواج کی رضا جوئی کے لئے آپ اپنے اوپر ایک حلال چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں۔ یہ کلام اگرچہ از رُوئے شفقت ہو مگر صورت جواب طلبی کی تھی جس سے یہ خیال ہو سکتا تھا کہ شاید آپ سے کوئی بڑی غلطی ہو گئی اسلئے ساتھ ہی فرمایا وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ یعنی اگر گناہ ہوتا بھی تو اللہ تعالےٰ مغفرت اور معاف کرنے والے ہیں۔

مسئلہ ۔ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنے کی تین صورتیں ہیں جنکا مفصل ذکر سورۃ مائدہ کی آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ کے تحت معارف القرآن جلد سوم میں آچکا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حلال قطعی کو عقیدۃً حرام قرار دے تو یہ کفر اور گناہِ عظیم ہے۔ اور اگر عقیدۃً حرام نہ سمجھے مگر بلا کسی ضرورت و مصلحت کے قسم کھا کر اپنے اوپر حرام کرلے تو یہ گناہ ہے اس قسم کو توڑنا اور کفارہ ادا کرنا اس پر واجب ہے جسکا ذکر آگے آتا ہے۔ اور کوئی ضرورت و مصلحت ہو تو جائز مگر خلاف اولیٰ ہے اور تیسری صورت یہ ہے کہ نہ عقیدۃً حرام سمجھے نہ قسم کھا کر اپنے اوپر حرام کرے مگر عملاً اس کو ہمیشہ ترک کرنے کا دل میں عزم کرلے یہ عزم اگر اس نیت سے کرے کہ اسکا دائمی ترک باعثِ ثواب ہے تب تو یہ بدعت اور رہبانیت ہے جو شرعاً گناہ اور مذموم ہے اور اگر ترک دائمی کو ثواب سمجھ کر نہیں بلکہ اپنے کسی جسمانی یا روحانی مرض کے علاج کے طور پر کرتا ہے تو بلا کراہت جائز ہے بعض صوفیائے کرام سے جو ترک لذائذ کی حکایتیں منقول ہیں وہ اسی صورت پر محمول ہیں۔

واقعہ مذکورہ میں رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی تھی نزولِ آیت کے بعد اس قسم کو توڑا،

اور کفارہ ادا فرمایا جیسا کہ در منثور کی روایت میں ہے کہ آپ نے ایک غلام کفارہ قسم میں آزاد کیا (از بیان القرآن)

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ، یعنی اللہ تعالیٰ نے ایسی صورتوں میں جہاں قسم کا توڑنا ضروری یا مستحسن ہو تمھاری قسموں سے حلال ہونے یعنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دینے کا راستہ نکال دیا ہے جسکا ذکر دوسری آیات میں مفصل ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا، یعنی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بی بی سے ایک راز کی بات کہی۔ وہ راز کی بات صحیح اور اکثر روایات کی رُو سے یہی تھی کہ آپ نے حضرت زینب رضؓ کے پاس جو شہد پیا اور دوسری ازواج کو بھاری معلوم ہوا آپ نے ان کو راضی کرنے کے لئے شہد نہ پینے کی قسم کھائی مگر یہ فرمایا کہ اسکی کسی کو خبر نہ ہو تاکہ زینبؓ کو رنج نہ پہنچے مگر اس بی بی نے یہ راز دوسری پر ظاہر کر دیا جسکا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ اس راز کی بات کے متعلق دوسری روایات میں اور بھی چند چیزیں منقول ہیں مگر اکثر اور صحیح روایات میں یہی ہے جو لکھا گیا۔

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ، یعنی جب اس بی بی نے وہ راز کی بات دوسری بی بی سے کہہ ڈالی اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کردی کہ اس نے آپکا راز فاش کر دیا تو آپ نے اس بی بی سے افشار راز کا شکوہ تو کیا مگر پوری بات نہیں کھولی یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کرم اور حُسنِ خلق تھا کہ پوری بات کھولنے سے ان کو زیادہ خجالت اور شرمندگی ہوگی۔ جس بی بی سے راز کی بات کہی گئی تھی وہ کون تھیں اور جس پر راز ظاہر کیا وہ کون، قرآن کریم نے اسکو بیان نہیں کیا، اکثر روایاتِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ راز کی بات حضرت حفصہؓ سے کہی گئی تھی انھوں نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کر دیا، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے اسکا بیان آگے آئے گا۔

بعض روایاتِ حدیث میں ہے کہ حضرت حفصہؓ کے راز فاش کرنے پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا مگر اللہ نے جبرئیل امین کو بھیجکر ان کی طلاق سے روکدیا اور فرمایا کہ بہت نماز گزار بکثرت روزے رکھنے والی ہیں اور اُن کا نام جنّت میں آپ کی بیبیوں میں لکھا ہوا ہے (مظہری)

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا، ازواج مطہرات میں سے جن دو کا اجمالی ذکر اوپر آیا ہے کہ اُنھوں نے باہم مشورہ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہد پینے پر ایسا طرز اختیار کیا جس سے آپؐ نے شہد پینے سے قسم کھالی اور پھر آپؐ نے اسکے اخفار کے لئے فرمایا تھا وہ اخفار نہیں کیا بلکہ ایک نے دوسری پر بات کھولدی۔ یہ دو کون ہیں انکے متعلق صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت ہے جس میں انھوں نے فرمایا کہ عرصہ تک میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ میں ان دو عورتوں کے متعلق عمر بن خطابؓ سے دریافت کروں جن کے متعلق قرآن میں آیا ہے اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ، یہاں تک ایک موقع آیا کہ عمر بن خطابؓ حج کے لئے نکلے اور میں بھی شریکِ سفر ہوگیا۔ دورانِ سفر میں ایک روز عمر بن خطاب رضؓ قضاءِ حاجت

کے لئے جنگل کیطرف تشریف لے گئے اور واپس آئے تو میں نے وضو کے لئے پانی کا انتظام کر رکھا تھا میں نے آپکے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اور وضو کراتے ہوئے میں نے سوال کیا کہ یہ دو عورتیں جن کے متعلق قرآن میں اِنْ تَتُوْبَآ آیا ہے کون ہیں، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا آپ سے تعجب ہے کہ آپ کو خبر نہیں یہ دونوں عورتیں حفصہ اور عائشہ ہیں۔ اسکے بعد حضرت عمر رضؓ نے اپنا ایک طویل قصہ اس واقعہ سے متعلق ذکر فرمایا جس میں اس واقعہ کے پیش آنے سے پہلے کے کچھ حالات بھی بیان فرمائے جن کی پوری تفصیل تفسیر مظہری میں ہے۔ آیت مذکورہ میں ان دونوں ازواج مطہرات کو مستقل خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ اگر تم توبہ کرو جیسا کہ اس واقعہ کا تقاضا ہے کہ تمھارے دل حق سے مائل ہوگئے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپکی رضا جوئی ہر مؤمن کا فرض ہے مگر تم دونوں نے باہم مشورہ کر کے ایسی صورت اختیار کی جس سے آپ کو تکلیف پہنچی یہ ایسا گناہ ہے کہ اس سے توبہ کرنا ضروری ہے اور آگے فرمایا۔

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ الآيۃ، اسمیں یہ تبلادیا کہ اگر تم نے توبہ کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو راضی نہ کیا تو یہ نہ سمجھو کہ آپ کو کوئی نقصان پہنچے گا کیونکہ آپ کا تو اللہ مولیٰ اور کفیل ہے اور جبرئیل امین اور سب نیک مسلمان اور اُن کے بعد سب فرشتے، جس کی رفاقت واعانت پر سب لگے ہوں اس کو کوئی کیا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ نقصان و ضرر جو کچھ ہے تمھارا ہی ہے آگے انھیں کے متعلق فرمایا۔

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ الآيۃ، اسمیں عورتوں کے اس خیال کا جواب ہے کہ اگر ہمیں طلاق دیدی تو ہم جیسی دوسری عورتیں شاید آپ کو نہ ملیں۔ حاصل ارشاد کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کیا چیز باہر ہے اگر وہ تمھیں طلاق دیدیں تو وہ تم جیسی ہی نہیں بلکہ تم سے بہتر عورتیں عطا فرما دیگا، اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ ان سے بہتر عورتیں اسوقت موجود تھیں ہوسکتا ہے کہ اسوقت نہوں اور جب ضرورت پڑے اللہ تعالیٰ دوسری عورتوں کو ان سے بہتر بنادیں۔ ان آیات میں جیسا کہ خاص ازواج مطہرات کے اعمال و اخلاق کی اصلاح اور ان کی تادیب و تربیت کا بیان تھا آگے عام مؤمنین کو اسکا حکم دیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا

اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جسکی چھپٹیاں ہیں

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ

آدمی اور پتھر اُس پر مقرر ہیں فرشتے تند خو زبردست نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی

مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۞ ٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا

جو بات فرمائے اُن کو اور وہی کام کرتے ہیں جو اُن کو حکم ہو اے منکر ہونے والو مت

ع ۱۹ لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾

بہانے نہ بتلاؤ آج کے دن وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے

خلاصۂ تفسیر

اے ایمان والو (جب رسول کی بیبیوں کو بھی عمل صالح اور اطاعت سے چارہ نہیں جیسا کہ اُوپر معلوم ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس پر مامور ہیں کہ اپنی ازواج کو نصیحت کر کے عمل صالح پر آمادہ کریں تو باقی سب اُمت پر بھی یہ فریضہ اور زیادہ مؤکد ہوگیا کہ اپنے اہل وعیال کی اصلاح اعمال واخلاق میں غفلت نہ برتیں اسلئے حکم دیا گیا کہ) تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اُس آگ سے بچاؤ جسکا ایندھن (سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں (اپنے کو بچانا خود اطاعت احکام کرنا اور گھر والوں کو بچانا اُن کو احکام الٰہیہ کا سکھانا اور اُن پر عمل کرانے کے لئے زبان سے ہاتھ سے بقدر امکان کوشش کرنا ہے۔ آگے اُس آگ کی دوسری حالت کا بیان ہے کہ) جس پر تند خو (اور) مضبوط (قوی) فرشتے (متعین) ہیں (کہ نہ وہ کسی پر رحم کریں نہ کوئی اُن کا مقابلہ کر کے بچ سکے) جو خدا کی (ذرا) نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو اُن کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اُس کو (فوراً) بجالاتے ہیں (غرض اس دوزخ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو کافروں کو دوزخ میں داخل کر کے چھوڑیں گے اور اسوقت کافروں سے کہا جائیگا کہ) اے کافرو تم آج عذر (ومعذرت) مت کرو (کہ بے سود ہے) بس تم کو تو اُسی کی سزا مل رہی ہے جو کچھ تم (دُنیا میں) کیا کرتے تھے۔

معارف ومسائل

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ الآیۃ، اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی پھر نارِ جہنم کی ہولناک شدت کا ذکر فرمایا اور آخر میں یہ بھی فرمایا کہ جو اس جہنم کا مستحق ہوگا وہ کسی زور وطاقت جتھہ یا خوشامد یا رشوت کے ذریعہ اُن فرشتوں کی گرفت سے نہیں بچ سکے گا جو جہنم پر مسلط ہیں جنکا نام زبانیہ ہے۔

لفظ اَهْلِيْكُمْ میں اہل وعیال سب داخل ہیں جنمیں بیوی، اولاد، غلام، باندیاں سب داخل ہیں اور بعید نہیں کہ ہمہ وقتی نوکر چاکر بھی غلام باندیوں کے حکم میں ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آگئی (کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں) مگر اہل وعیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے اُن کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے تم اُن کے کرنے کا اہل وعیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل انکو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا (روح المعانی)

بیوی اور اولاد کی تعلیم وتربیت ہر مسلمان پر فرض ہے

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اُس پر عمل کرانے کیلئے کوشش کرے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو کہتا ہے کہ اے میرے بیوی بچو، تمہاری نماز، تمہارا روزہ تمہاری زکوٰۃ، تمہارا مسکین، تمہارا یتیم، تمہارے پڑوسی، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اسکے ساتھ جنت میں جمع فرمائیں گے۔ تمہاری نماز، تمہارا روزہ وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھو اسمیں غفلت نہ ہونے پائے اور مسکینکم یتیمکم وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں اُن کو خوشی اور پابندی سے ادا کرو اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل وغافل ہوں (روح) عام مؤمنین کی نصیحت کے بعد کفار کو خطاب ہے کہ اب تمہارا کیا ہوا تمہارے سامنے آرہا ہے اب کوئی عذر کسی کا قبول نہیں کیا جاسکتا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ کا یہی مطلب ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ امید ہے تمہارا رب اُتار دے

يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ

تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں جس دن

لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ

کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اسکے ساتھ ان کی روشنی دوڑتی ہے ان کے

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ

آگے اور ان کے داہنے کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کر دے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو

اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٨﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ

بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے اے نبی لڑائی کر منکروں سے اور

الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٩﴾

دغابازوں سے اور سختی کر ان پر اور ان کا گھر دوزخ ہے اور بُری جگہ جا پہنچے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ

اللہ نے بتلائی ایک مثل منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا

گھر میں تھیں دو نوں دو نیک بندوں کے ہمارے نیک بندوں میں سے پھر انھوں نے اُن سے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰ وَضَرَبَ اللّٰهُ

اُن کے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانیوالوں کے ساتھ اور اللہ نے بتلائی

مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ

ایک مثل ایمان والوں کے لئے عورت فرعون کی جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس

بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ

ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم

الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا

لوگوں سے اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو پھر ہم نے پھونک

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝۱۲

دی اسمیں ایک اپنی طرف سے جان اور سچا جانا اپنے رب کی باتوں کو اور اسکی کتابوں کو اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں

خلاصۂ تفسیر

(ان آیات میں دوزخ سے بچنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے اور وہی اہل وعیال کو بتلا کر جہنم کی آگ سے بچانے کا طریقہ ہے وہ یہ ہے) اے ایمان والو تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو (یعنی دل میں گناہ پر کامل ندامت ہو اور آئندہ اُسکے نہ کرنے کا پختہ قصد ہو اسمیں تمام احکام دین فرائض واجبات بھی داخل ہو گئے کہ اُن کا چھوڑنا گناہ ہے اور تمام محرمات ومکروہات بھی آگئے کہ اُن کا کرنا گناہ ہے) اُمید (یعنی وعدہ) ہے کہ تمھارا رب (اس توبہ کی بدولت) تمھارے گناہ معاف کردیگا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی (اور یہ اُس روز ہوگا) جس دن کہ اللہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور جو مسلمان (ایمان اور دین کی رو سے) اُن کے ساتھ ہیں اُن کو رسوا نہ کریگا ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا (جیسا کہ سورۂ حدید میں گزر چکا ہے اور وہ) یوں دُعا کرتے ہونگے کہ اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے اس نور کو اخیر تک رکھئے (یعنی راستہ میں گُل نہ ہو جاوے) اور ہماری مغفرت فرما دیجئے آپ ہر شے پر قادر ہیں (اور اس دُعا کی وجہ یہ ہوگی کہ قیامت میں ہر مؤمن کو کچھ نہ کچھ نور عطا ہوگا جسوقت پل صراط کے پاس پہنچکر منافقین کا نور بجھ جاویگا جسکا ذکر سورۂ حدید میں آچکا ہے اسوقت مؤمنین یہ دُعا کریں گے کہ منافقین کی طرح کہیں ہمارا نور بھی سلب نہ ہو جائے (کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس) اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کفار (سے بذریعہ تلوار) اور منافقین سے (بذریعہ زبان وبیان حجت) جہاد کیجئے اور اُن پر سختی کیجئے (دُنیا میں تو یہ اس سزا کے مستحق ہوئے)

اور (آخرت میں) اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (آگے اس کا بیان ہے کہ آخرت میں ہر شخص کو اپنا ہی ایمان کام آئے گا۔ کافر کو کسی اُس کے خویش وعزیز کا ایمان عذاب سے نہ بچائے گا، اسی طرح مؤمن کے خویش وعزیز کافر ہوں تو مؤمن کو اسکا کوئی نقصان نہیں پہنچے گا) اللہ تعالیٰ کافروں (کی عبرت) کے لئے نوح کی بی بی اور لوط کی بی بی کا حال بیان فرماتا ہے، وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں سو اُن عورتوں نے اُن دونوں بندوں کا حق ضائع کیا (یعنی بوجہ اُن کے نبی ہونے کے اُن کا حق یہ بھی تھا کہ اُن پر ایمان لاتیں اور دینی احکام میں اُن کی اطاعت کرتیں جو انھوں نے نہیں کی) تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلے میں اُن کے ذرا کام نہ آسکے اور ان دونوں عورتوں کو (بوجہ کافر ہو جانے کے) حکم ہو گیا کہ تم دونوں بھی دوسرے جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ (یہاں تک کافروں کی عبرت کے لئے واقعہ بیان کیا گیا تھا، آگے مسلمانوں کے اطمینان کے لئے فرمایا) اللہ تعالیٰ مسلمانوں (کی تسلی) کے لئے فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) کا حال بیان کرتا ہے جبکہ اُن بی بی نے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنائیے اور مجھ کو فرعون (کے شر) سے اور اسکے عمل (کفر کے ضرر اور اثر) سے محفوظ رکھئے اور مجھ کو تمام ظالم (یعنی کافر) لوگوں (کے ظاہری اور باطنی ضرر) سے محفوظ رکھئے اور (نیز مسلمانوں کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ) عمران کی بیٹی حضرت مریم کا حال بیان کرتا ہے جنھوں نے اپنے ناموس کو (حرام اور حلال دونوں سے) محفوظ رکھا، سو ہم نے اُن کے چاک گریبان میں (بواسطہ جبرئیل علیہ السلام) اپنی روح پھونک دی اور انھوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی (جو ملائکہ کے ذریعے پہنچے تھے) اور اُس کی کتابوں کی (جن میں تورات وانجیل بھی ہیں) تصدیق کی (یہ بیان ہے اُن کے عقائد کا) اور وہ اطاعت والوں میں سے تھیں (یہ بیان ہے اُن کے اعمال کا)

معارف ومسائل

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا، توبہ کے لفظی معنے لوٹنے اور رجوع ہونے کے ہیں، مراد گناہوں سے لوٹنا ہے۔ اور اصطلاح قرآن وسُنت میں توبہ اسکا نام ہے کہ آدمی اپنے پچھلے گناہ پر نادم ہو اور آئندہ اُس کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم کرے۔ اور نصوح کو اگر مصدر نصح اور نصیحت سے لیا جائے تو اس کے معنے خالص کرنے کے ہیں، اور مصدر نصاحت سے مشتق قرار دیں تو اس کے معنے کپڑے کو سینے اور جوڑ لگانے کے ہیں۔ پہلے معنے کے اعتبار سے نصوح کے معنی یہ ہونگے کہ وہ ریا اور نمود سے خالص ہو۔ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوفِ عذاب سے گناہ پر نادم ہو کر اسکو چھوڑ دے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے نصوح اس مطلب کے لئے ہوگا کہ اعمالِ صالحہ کا لباس جو گناہ کی وجہ سے پھٹ گیا ہے توبہ اسکے خرق یعنی پھٹن کو جوڑنے والی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ آدمی اپنے گزشتہ عمل پر نادم ہو اور پھر اس کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ اور عزم رکھتا ہو۔ اور کلبی نے فرمایا کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ زبان سے

استغفار کرے اور دل میں نادم ہو اور اپنے بدن اور اعضاء کو آئندہ اُس گناہ سے روکے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا گیا کہ توبہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا جس میں چھ چیزیں جمع ہوں۔ (۱) اپنے گزشتہ بُرے عمل پر ندامت (۲) جو فرائض و واجبات اللہ تعالیٰ کے چھوٹے ہیں اُن کی قضاء (۳) کسی کا مال وغیرہ ظلماً لیا تھا تو اُس کی واپسی (۴) کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا اور تکلیف پہنچائی تھی تو اُس سے معافی (۵) آئندہ اُس گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم و ارادہ (۶) اور یہ کہ جس طرح اُس نے اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا ہے اب وہ اطاعت کرتے ہوئے دیکھ لے (مظہری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو شرائط توبہ بیان فرمائی ہیں وہ سبھی کے نزدیک مُسلّم ہیں۔ بعض نے مختصر بعض نے مفصل بیان کر دیا ہے۔

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ الآیۃ لفظ عسٰی کا ترجمہ اُمید ہے اور یہاں مراد اُس سے وعدہ ہے مگر اس وعدہ کو بلفظ اُمید تعبیر کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ توبہ ہو یا انسان کے دوسرے اعمالِ صالحہ ان میں سے کوئی بھی جنت و مغفرت کی قیمت نہیں اور نہ اللہ کے ذمہ از روئے انصاف یہ لازم آتا ہے جو عمل صالح کرے اس کو ضرور جنت ہی میں داخل کرے کیونکہ اعمالِ صالحہ کا ایک بدلہ تو ہر انسان کو دُنیوی زندگی میں عطا ہونے والی نعمتوں سے مل چکا ہے۔ اس کے بدلے میں از روئے قانون و قاعدہ جنت ملنا ضروری نہیں وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام ہی پر موقوف ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کسی کو صرف اس کا عمل نجات نہیں دلا سکتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کو بھی، آپ نے فرمایا ہاں مجھے بھی جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت کا معاملہ نہ فرما دیں (بخاری و مسلم) از مظہری

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ الآیۃ آخر سورت میں حق تعالیٰ نے چار عورتوں کی مثالیں بیان فرمائی ہیں، پہلی دو عورتیں دو پیغمبروں کی بیویاں ہیں جنھوں نے دین کے معاملے میں اپنے شوہروں کی مخالفت کی، کفار و مشرکین کی امداد و موافقت خفیہ کرتی رہیں اس کے نتیجہ میں جہنم میں گئیں، اللہ کے مقبول و برگزیدہ پیغمبروں کی زوجیت بھی ان کو عذاب سے نہ بچا سکی، انھیں ایک حضرت نوح علیہ السّلام کی بی بی ہے جن کا نام واغلہ بیان کیا گیا ہے اور دوسری حضرت لُوط علیہ السّلام کی بی بی جس کا نام والہہ کہا گیا ہے (قرطبی) ان کے ناموں میں اور بھی مختلف اقوال ہیں۔ تیسری وہ عورت ہے جو سب سے بڑے کافر خدائی کے مدعی فرعون کی بیوی تھی مگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی، اُس کو اللہ تعالیٰ نے یہ درجہ دیا کہ دُنیا ہی میں اس کو جنت کا مقام دکھلا دیا، شوہر کی فرعونیت اس کی راہ میں کچھ حائل نہیں ہو سکی چوتھی حضرت مریم ہیں جو کسی کی بی بی نہیں مگر ایمان اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ درجہ دیا کہ ان کو نبوت کے کمالات عطا فرمائے، اگرچہ جمہور اُمت کے نزدیک نبی نہیں۔

ان سب مثالوں سے یہ واضح کر دیا کہ ایک مؤمن کا ایمان اسکے کسی کافر عزیز کے کام نہیں آسکتا اور

ایک کافر کا کفر اُس کے کسی مومن عزیز کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، اس لئے انبیاء و اولیاء کی بیویاں اس پر بے فکر نہ ہوں کہ ہمیں ہمارے شوہروں کی وجہ سے نجات ہو ہی جائے گی اور کسی کافر فاجر کی بیوی یہ فکر نہ کرے کہ اسکا کفر میرے لئے کسی مضرت کا سبب بن جائیگا بلکہ ہر ایک مرد و عورت کو اپنے ایمان و عمل کی فکر خود کرنا چاہیئے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ یہ مثال فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم کی ہے جس وقت موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کے مقابلے میں کامیاب ہوئے اور جادوگر مسلمان ہوگئے تو اس بی بی نے اپنے ایمان کا اظہار کر دیا، فرعون نے ان کو سخت سزا دینا تجویز کیا، بعض روایات میں ہے کہ ان کو چومیخہ کر کے سینے پر بھاری پتھر رکھدیا یعنی چاروں ہاتھوں پیروں میں میخیں گاڑ دیں کہ حرکت نہ کر سکیں۔ اس حالت میں انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی جو اس آیت میں مذکور ہے اور بعض روایات میں ہے کہ یہ تجویز کیا کہ اوپر سے بہت بھاری پتھر اُن کے سر پر ڈالدیا جائے، ابھی ڈالنے نہیں پائے تھے کہ انھوں نے دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوح قبض کر لی، پتھر جسم بے جان پر گرا۔ اور دُعا میں یہ فرمایا کہ میرے رب جنت میں اپنے پاس گھر بنا دے اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں انکو جنت کا گھر دکھلا دیا (مظہری)

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ، کلماتِ رب سے مراد اللہ کے نازل کردہ صحیفے ہیں جو انبیاء پر اُترتے ہیں۔ اور کتب سے مراد معروف آسمانی کتابیں انجیل۔ زبور۔ تورات ہیں وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ قانت کی جمع ہے جس کے معنی عابد کے ہیں جو اپنی عبادت و طاعت پر مداومت کرتا ہے۔ یہ حضرت مریم کی صفت ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رض کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَردوں میں سے بہت لوگ کامل و مکمل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں سے صرف آسیہ فرعون کی بیوی اور مریم بنت عمران کامل ہوئیں (بخاری و مسلم۔ از مظہری) ظاہر یہ ہے کہ مراد کمالاتِ نبوت ہیں کہ باوجود عورت ہونے کے انکو حاصل ہوئے (مظہری) واللہ اعلم

تمت سورۃ التحریم بعون اللہ وحمدہ فی غرۃ رجب ۱۳۹۱ یوم الثلثاء